سورة طٰهٰ

آيات ٧٧ - ٨٩

وَ لَقَدۡ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰۤی ۙ اَنۡ اَسۡرِ بِعِبَادِیۡ فَاضۡرِبۡ لَهُمۡ طَرِیۡقًا فِی الۡبَحۡرِ یَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّ لَا
تَخۡشٰی ﴿۷۷﴾ فَاَتۡبَعَهُمۡ فِرۡعَوۡنُ بِجُنُوۡدِهٖ فَغَشِیَهُمۡ مِّنَ الۡیَمِّ مَا غَشِیَهُمۡ ؕ ﴿۷۸﴾ وَ اَضَلَّ فِرۡعَوۡنُ قَوۡمَهٗ وَ مَا هَدٰی
﴿۷۹﴾ یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ قَدۡ اَنۡجَیۡنٰكُمۡ مِّنۡ عَدُوِّكُمۡ وَ وٰعَدۡنٰكُمۡ جَانِبَ الطُّوۡرِ الۡاَیۡمَنَ وَ نَزَّلۡنَا عَلَیۡكُمُ الۡمَنَّ وَ
السَّلۡوٰی ﴿۸۰﴾ كُلُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ وَ لَا تَطۡغَوۡا فِیۡهِ فَیَحِلَّ عَلَیۡكُمۡ غَضَبِیۡ ۚ وَ مَنۡ یَّحۡلِلۡ عَلَیۡهِ
غَضَبِیۡ فَقَدۡ هَوٰی ﴿۸۱﴾ وَ اِنِّیۡ لَغَفَّارٌ لِّمَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهۡتَدٰی ﴿۸۲﴾ وَ مَاۤ اَعۡجَلَكَ عَنۡ
قَوۡمِكَ یٰمُوۡسٰی ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمۡ اُولَآءِ عَلٰۤی اَثَرِیۡ وَ عَجِلۡتُ اِلَیۡكَ رَبِّ لِتَرۡضٰی ﴿۸۴﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدۡ فَتَنَّا قَوۡمَكَ مِنۡۢ
بَعۡدِكَ وَ اَضَلَّهُمُ السَّامِرِیُّ ﴿۸۵﴾ فَرَجَعَ مُوۡسٰۤی اِلٰی قَوۡمِهٖ غَضۡبَانَ اَسِفًا ۬ۚ قَالَ یٰقَوۡمِ اَلَمۡ یَعِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ
وَعۡدًا حَسَنًا ۬ؕ اَفَطَالَ عَلَیۡكُمُ الۡعَهۡدُ اَمۡ اَرَدۡتُّمۡ اَنۡ یَّحِلَّ عَلَیۡكُمۡ غَضَبٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ فَاَخۡلَفۡتُمۡ مَّوۡعِدِیۡ
﴿۸۶﴾ قَالُوۡا مَاۤ اَخۡلَفۡنَا مَوۡعِدَكَ بِمَلۡكِنَا وَ لٰكِنَّا حُمِّلۡنَاۤ اَوۡزَارًا مِّنۡ زِیۡنَةِ الۡقَوۡمِ فَقَذَفۡنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلۡقَی
السَّامِرِیُّ ۙ ﴿۸۷﴾ فَاَخۡرَجَ لَهُمۡ عِجۡلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوۡا هٰذَاۤ اِلٰـهُكُمۡ وَ اِلٰهُ مُوۡسٰی ۬ فَنَسِیَ ؕ ﴿۸۸﴾ اَفَلَا یَرَوۡنَ
اَلَّا یَرۡجِعُ اِلَیۡهِمۡ قَوۡلًا ۬ۙ وَّ لَا یَمۡلِكُ لَهُمۡ ضَرًّا وَّ لَا نَفۡعًا ﴿۸۹﴾

سُوْرَةُ طٰهٰ

مکیة

آیات 135

طه ﴿١﴾ مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ ﴿٢﴾

اللہ تعالیٰ کی عظمت، توحید، رسولوں کی جد و جہد اور اللہ پر توکل - اہل ایمان ! موسیٰ علیہ السلام کی دعوتی زندگی سے سبق لے کر، قرآن کی معیت میں، ابلیس کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے وقت کے فرعون کا صبر اور استقامت سے مقابلہ کرو

نبی اکرم ﷺ کو خطاب و تسلی

آیات 1-8

نبی ﷺ کی دل جوئی، حوصلہ افزائی- آپ کی دعوت کا منہج قرآن کی عظمت و اہمیت دعوت کا اثر— خشیت رکھنے والے دلوں پر

قصہ موسیٰ علیہ السلام

آیات 9-98

آیات 9 تا 16

وادی مقدس طویٰ میں موسیٰ علیہ السلام نبوت و رسالت سے سرفراز ہونا

آیات 17 تا 47

موسیٰؑ کو معجزات کا عطا کیا جانا- ہارونؑ کو مددگار بنانے کی دعا اور قبولیت

آیات 48 تا 54

فرعون کے پاس انذار و دعوت کے لیے جانے کا حکم - موسیٰ اور فرعون کے درمیان اس کے دربار میں مکالمہ

آیات 55 تا 76

موسیٰ اور فرعون کے جادوگروں کے درمیان مقابلہ

آیات 77 تا 82

فرعون اور اس کے لشکر کی غرقابی

آیات 83 تا 98

بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے جو احسانات فتنہ سامری- اس کے اسباب و عواقب

نبی ﷺ کی طرف خطاب اور التفات

آیات 99 -135

آیات 99 تا 114

یومِ قیامت کی سزا اور اس کے مناظر آپ ﷺ کو عدم عجلت کی تلقین

آیات 115 تا 128

قصہ آدم و ابلیس و سجودِ ملائکہ قانونِ جزا و سزا

آیات 129 تا 135

ماضی کی اقوام کے انجام سے نصیحت آپ ﷺ کو صبر کی تلقین- ہدایات

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿٧٧﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿٧٨﴾

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى - اور بیشک ہم نے وحی کی موسیٰ کی طرف

اَوْحٰى يُوْحِيْ ، اِيْحَآءٌ : وحی کرنا (IV)

اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ - کہ رات کو (نکال) لے جا میرے بندوں کو

اَسْرٰى يُسْرِيْ ، اِسْرَآءٌ : رات کو لے کر جانا (IV)

فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا - پھر تو بنا ان کے لیے ایک راستہ

ضَرَبَ يَضْرِبُ ، ضَرْبًا : مارنا، بنانا

فِي الْبَحْرِ يَبَسًا - سمندر میں خشک (ہوتے ہوئے)

(ي ب س) اس مادے کے بنیادی معنی، خشک ہونا/ سوکھ جانا

يَبَس : خشکی، سوکھ

يَابِس : خشک

اردو میں: رطب و یابس (خشک و تر)

لَّا تَخٰفُ دَرَكًا - نہ تجھے خوف ہوگا پکڑے جانے کا

دَرَك کا مادہ (د ر ك)

جس کے بنیادی معنی کسی چیز کو پالینا یا پہنچ جانا، کسی کو آ پکڑنا/ جالینا

اردو میں: درک، ادراک، تدارک

وَّلَا تَخْشٰى - اور نہ تو ڈرے گا۔

خَشِيَ يَخْشٰى ، خَشْيَةٌ : ڈرنا

اردو میں: خشیت (خشیتِ الٰہی)

فَاَتْبَعَهُمْ - پس پیچھا کیا انکا

فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ - فرعون نے اپنے لشکروں کے ساتھ

جُنُوْد : لشکر- (واحد، جُنْد)

وَلَقَدۡ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى مُوۡسٰٓى ۙ اَنۡ اَسۡرِ بِعِبَادِىۡ فَاضۡرِبۡ لَهُمۡ طَرِيۡقًا فِى الۡبَحۡرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخۡشٰى ۝ فَاَتۡبَعَهُمۡ فِرۡعَوۡنُ بِجُنُوۡدِهٖ فَغَشِيَهُمۡ مِّنَ الۡيَمِّ مَا غَشِيَهُمۡ ۝

فَغَشِيَهُمۡ مِّنَ الۡيَمِّ - تو ڈھانپ لیا انہیں سمندر سے

غَشِیَ یَغْشٰی ، غِشَاوَۃٌ : ڈھانپ لینا

یَمّ : سمندر، دریا

اردو میں: غش، غشی، غاشیہ برداری (گھوڑے پر زین ڈالنے کی خدمت)

مَا غَشِيَهُمۡ - (اس چیز نے) جس نے ڈھانپا انہیں

وَاَضَلَّ فِرۡعَوۡنُ قَوۡمَهٗ - اور گمراہ کیا فرعون نے اپنی قوم کو

اَضَلَّ یُضِلُّ ، اِضْلَالًا : گمراہ کرنا (IV)

اردو میں: ضل، ضلالت، ضلال،

وَمَا هَدٰى - اور (سیدھی) راہ نہ بتائی

يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ - اے بنی اسرائیل

قَدۡ اَنۡجَيۡنٰكُمۡ - یقیناً ہم نے نجات دی تمہیں

اَنْجٰی یُنْجِیْ ، اِنْجَآءٌ : نجات دینا (IV)

اردو میں: نجات، ناجی، استنجاء، مناجات

مِّنۡ عَدُوِّكُمۡ - تمہارے دشمن سے

عَدُوّ : دشمن

وَوٰعَدۡنٰكُمۡ - اور ہم نے وعدہ کیا تم سے

(ن و ب)

وَاعَدَ یُوَاعِدُ ، مُوَاعَدَۃٌ : وعدہ کرنا (III)

وَ اَضَلَّ فِرۡعَوۡنُ قَوۡمَهٗ وَ مَا هَدٰی ﴿۷۹﴾ یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ قَدۡ اَنۡجَیۡنٰکُمۡ مِّنۡ عَدُوِّکُمۡ وَ وٰعَدۡنٰکُمۡ جَانِبَ الطُّوۡرِ الۡاَیۡمَنَ وَ نَزَّلۡنَا عَلَیۡکُمُ الۡمَنَّ وَ السَّلۡوٰی ﴿۸۰﴾

جَانِبَ الطُّوۡرِ الۡاَیۡمَنَ - طور (پہاڑ) کی دائیں جانب کا

وَ نَزَّلۡنَا عَلَیۡکُمُ - اور ہم نے نازل کیا تم پر

الۡمَنَّ وَ السَّلۡوٰی - من اور سلوی

مَنَّ : ایک میٹھی، شہد نما چیز جو شبنم کی طرح آسمان سے گرتی یا درختوں کے پتوں پر جما دی جاتی

سَلوٰی : بٹیر کی مانند پرندہ جو وادی تیہ میں بنی اسرائیل کے خیموں کے نزدیک پہنچ جاتا

وَلَقَدْ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ ﴿٧٧﴾ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِۦ فَغَشِيَهُم مِّنَ الْيَمِّ
مَا غَشِيَهُمْ ﴿٧٨﴾ وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُۥ وَمَا هَدَىٰ ﴿٧٩﴾ يَٰبَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ قَدْ أَنجَيْنَٰكُم مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوَٰعَدْنَٰكُمْ جَانِبَ الطُّورِ الْأَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ ﴿٨٠﴾

ہم نے موسیٰؑ پر وحی کی کہ اب راتوں رات میرے بندوں کو لے کر چل پڑ، اور اُن کے لیے
سمندر میں سے سُوکھی سڑک بنا لے، تجھے کسی کے تعاقب کا ذرا خوف نہ ہو اور نہ (سمندر کے بیچ
سے گزرتے ہوئے) ڈر لگے، پیچھے سے فرعون اپنے لشکر لے کر پہنچا اور پھر سمندر اُن پر چھا گیا
جیسا کہ چھا جانے کا حق تھا
فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ ہی کیا تھا، کوئی صحیح رہنمائی نہیں کی تھی
اے بنی اسرائیل، ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی، اور طور کے دائیں جانب تمہاری
حاضری کے لیے وقت مقرر کیا اور تم پر من و سلویٰ اتارا

Most certainly We revealed to Moses: "Proceed with My servants in the night and strike for them a dry path in the sea. Have no fear of being overtaken, nor be afraid of treading through the sea." Pharaoh pursued them with his hosts, but they were fully overwhelmed by the sea.
Pharaoh led his people astray; he did not guide them aright.
Children of Israel!56 We saved you from your enemy and made a covenant with you on the right side of the Mount and sent down on you manna and quails

وَلَقَدۡ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى مُوۡسٰٓى ۙ اَنۡ اَسۡرِ بِعِبَادِىۡ فَاضۡرِبۡ لَهُمۡ طَرِيۡقًا فِى الۡبَحۡرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخۡشٰى ﴿۷۷﴾ فَاَتۡبَعَهُمۡ فِرۡعَوۡنُ بِجُنُوۡدِهٖ فَغَشِيَهُمۡ مِّنَ الۡيَمِّ مَا غَشِيَهُمۡ ﴿۷۸﴾

مقابلے کے بعد کے حالات

- بیچ میں ان حالات کی تفصیل چھوڑ دی گئ ہے جو اس کے بعد مصر کے طویل زمانہ قیام میں پیش آئے (یہ تفصیلات سورۃ اعراف رکوع 15۔ 16، سورۃ یونس رکوع 9، سورۃ مومن رکوع 3 تا 5،اور سورۃ زخرف رکوع 5 میں آئی ہیں)

- مقابلے کے بعد موسیٰ اور ہارون علیہما السلام بنی اسرائیل پر دعوت و تبلیغ اور ان کی ذہن سازی کا کام کرتے رہے۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ بنی اسرائیل کی اکثریت حضرت موسیؑ اور حضرت ہارونؑ کی نبوت کے بارے میں یکسو ہو گئ اور آہستہ آہستہ ان کے اندر یہ یقین پختہ ہوتا چلا گیا کہ فرعون کی حکومت کفر کی حکومت ہے اور ہم اہل ایمان ہیں، ہمیں بہر صورت کفر کی اس حکومت سے نجات حاصل کرنی ہے۔

- موسیٰ علیہ السلام کی یہ بہت بڑی کامیابی تھی کیونکہ قوموں کے عروج و زوال کا علم بتاتا ہے کہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی قوم کسی اجتماعی فیصلے کے ہرگز قابل نہیں ہوتی۔ وہ خطرات کو برداشت کرنے کی بجائے اپنی غلامی پر قانع رہنا پسند کرتی ہے۔ان کی طبیعتوں میں خطر پسندی کا گزر دور دور تک نہیں ہوتا۔

- موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو کہا کہ اہل ایمان کو ان کے ساتھ جانیں دیں ـــ اس سلسلے میں اگرچہ کئ اقوال ہیں (شہر سے باہر جانیں دیں عبادت اور قربانیاں کرنے کے لیے ، مکہ کی سرزمین کی طرف جانیں دیں وغیرہ) لیکن قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے فرعون سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ بنی اسرائیل کو ہم ان کے ساتھ بھیج دے تاکہ وہ اس کے کفر اور غلامی کے اثرات سے آزاد ہو کر اپنے اندر اسلامی زندگی کی خوبو پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اس سلسلے میں فرعون اور آل فرعون پر کئ آزمائشیں نازل ہوئیں اور ہر دفعہ فرعون موسیٰ (علیہ السلام) سے بڑی عاجزی سے وعدہ کرتا کہ آپ (علیہ السلام) دعا کریں، یہ مصیبت جاتی رہے، تو ہم بنی اسرائیل کو آپ (علیہ السلام) کے ساتھ بھیج دیں گے لیکن اس نے کوئی وعدہ وفا نہ کیا

وَلَقَدْ اَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی ۵ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ یَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰی ﴿۷۷﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِیَهُمْ مِّنَ الْیَمِّ مَا غَشِیَهُمْ ﴿۷۸﴾

موسیٰ علیہ السلام اور اہل ایمان کی ہجرت

- فرعون نے برسوں وعدہ پورا نہ کیا، اتمامِ حجت کے بعد اللہ نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کے ساتھ رات کے وقت مصر سے ہجرت کریں۔ موسیٰ علیہ السلام نہایت خاموشی اور نظم و ضبط کے ساتھ رات کی تاریکی میں بنی اسرائیل کو لیکر نکلے
- نہر سویز اس وقت موجود نہ تھی اور راستوں پر فوجی چھاؤنیاں تھیں، اس لیے آپؑ نے بحر احمر کی شمالی خلیج کی طرف رخ کیا، غالباً آپؑ کا خیال تھا کہ اس طرح سمندر کے کنارے کنارے چل کر جزیرہ نمائے سینا کی طرف نکل جائیں
- فرعون کو خبر ملی تو وہ اپنی فوج کے ساتھ تعاقب کرتا پہنچ گیا؛ بنی اسرائیل نے سمندر آگے اور فوج پیچھے دیکھ کر گھبرا کر کہا: ہم تو پکڑ لیے گئے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: ہرگز نہیں، میرا رب میرے ساتھ ہے، وہ ضرور راستہ دے گا
- اللہ نے حکم دیا کہ عصا سمندر پر مارو، سمندر پھٹ گیا، پانی پہاڑوں کی طرح دونوں طرف کھڑا ہو گیا اور قرآن کریم کے مطابق درمیان کا راستہ خشک ہو کر سڑک کی مانند بن گیا، اور بنی اسرائیل آرام سے اس پر چل کر دوسری طرف پہنچ گئے
- یہ ایک صریح معجزہ تھا جس میں طبعی زمینی عوامل کا کوئی دخل نہیں۔ اور اس سے ان لوگوں کے بیان کی غلطی واضح ہو جاتی ہے جو کہتے ہیں کہ ہوا کے طوفان یا جوار بھاٹے کی وجہ سے سمندر ہٹ گیا تھا۔
- **فرعون کی غرقابی کا مجملاً ذکر**: موسیٰ علیہ السلام اور اہل ایمان کے پیچھے فرعون بھی گھوڑے سمیت سمندر میں اترا اور اس کی پوری فوج بھی اس کے پیچھے چلی آئی۔ سمندر کے بیچ پہنچنے پر اللہ نے پانی کو مل جانے کا حکم دیا، نتیجتاً فرعون اور اس کے لشکر پانی میں غرق ہو گئے (فَغَشِیَهُمْ مِّنَ الْیَمِّ مَا غَشِیَهُمْ ہیبت ناک انداز لیے ہوئے ہے)

وَاَضَلَّ فِرۡعَوۡنُ قَوۡمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۷۹﴾

- جب تک بنی اسرائیل ذلت کے باعث فرعون کو ٹیکس دیتے رہے، ان پر ظلم جاری رہا۔ لیکن جب وہ ایمان پر ثابت قدم ہوئے، حق بلند کیا اور خوف کے بجائے عزم سے فرعون کا مقابلہ کیا، تب ہی اللہ کی مدد ان کے شاملِ حال ہوئی۔ یہاں قرآن کریم یہی عبرت اور سبق دینا چاہتا ہے اور ان مناظر میں تفصیلات نہیں دی گئی تاکہ دعوت اسلامی کے حاملین کو معلوم ہو جائے کہ اللہ کی طرف سے ان کی نصرت کب ہو گی اور باغیوں اور سرکشوں کے مقابلے میں فتح کب نصیب ہو گی؟

(جب دلوں میں ایمان — مشکلات پر صبر اور استقامت، اور کلمۂ حق کے لیے قربانی دینے کا عزم و حوصلہ)

- **قائد اور رعایا کی ذمہ داری** - یہاں فرعون اور اس کی تباہ کن قیادت پر اظہار افسوس کیا گیا ہے کہ اس نے اپنی گمراہ کن روش کے سبب سے اپنی قوم کو ہلاکت کے سمندر میں غرق کیا، ان کی صحیح رہنمائی نہ کی
- یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ ہر قائد اور حکمران کی اصل ذمہ داری اپنی قوم کی صحیح رہنمائی ہے، قیادت کے عہدے پر فائز ہونا محض اختیار یا حکومت چلانے کا نام نہیں بلکہ اس کے ساتھ ایک بھاری ذمہ داری بھی وابستہ ہے۔
- فرعون کی قیادت اس لحاظ سے ناکام اور تباہ کن تھی کہ وہ اپنی ہر بات کو حرف آخر سمجھتا تھا، اختلاف یا مشورے کی گنجائش نہ دیتا، اور رعایا کو تباہی کے راستے پر لے گیا۔ اس کے برعکس ایک **حقیقی قائد** کی اصل ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنی رعایا کی صحیح رہنمائی کرے، ان کی فلاح اور سلامتی کو مقدم رکھے، اور انہیں ایسے راستوں پر چلنے سے روکے جو بربادی اور نقصان کا باعث ہوں۔
- اسلام میں قائد کو "راعی" (چرواہے) کی مثال سے واضح کیا گیا ہے۔ جس طرح ایک چرواہا اپنے ریوڑ کی حفاظت کرتا ہے، اسے نقصان سے بچاتا ہے، اور محفوظ راستے پر لے جاتا ہے، اسی طرح ایک حکمران یا رہنما کا فریضہ ہے کہ وہ اپنی قوم کی رہنمائی میں دیانت، خیر خواہی اور بصیرت سے کام لے۔ اگر قائد اپنی ذمہ داری میں کوتاہی کرے یا ذاتی تکبر و ہٹ دھرمی کا شکار ہو جائے تو پوری قوم کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِیْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِیْ فَقَدْ هَوٰی ﴿۸۱﴾ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی ﴿۸۲﴾

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ - تم کھاؤ (ان) پاکیزہ چیزوں میں سے

اَكَلَ يَاْكُلُ ، اَكْلًا : کھانا

مَا رَزَقْنٰكُمْ - جو ہم نے رزق دیا تمہیں

وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ - اور تم سرکشی نہ کرو اس میں

طَغٰى يَطْغٰى ، طَغْيًا و طُغْيَانًا : حد سے بڑھنا، سرکشی کرنا

اردو میں: طغیان، طغیانی، طاغوت، طاغوتی

فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِیْ - ورنہ اُترے گا تم پر میرا غضب

(ح ل ل) حَلَّ يَحِلُّ ، حُلُوْلًا : اترنا، وارد ہونا

یہ مادہ قرآن میں تین معانی میں: (۱) کسی چیز کی گرہ کھولنا،
(۲) کسی جگہ رہنا یا اترنا، (۳) کسی چیز کا جائز (حلال ہونا)

اردو میں: پہلے معنی میں [حل ہونا (حل ہونے والی چیز کی بندش کا کھلنا)، محلول، ینحل (لاینحل)، حلول، تحلیل]

دوسرے معنی (رہنا، اترنا): اردو میں، محل، محلّہ، محلات

تیسرے معنی (جائز/حلال ہونا) : اردو میں، حلال (حرام کے مقابلے میں)، حلالہ

وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِیْ - اور جس پر اترا میرا غضب

فَقَدْ هَوٰی - تو یقیناً وہ پستی میں گر پڑا

هَوٰى يَهْوِیْ ، هَوِيًّا : تباہ ہونا، گرنا

دیگر معانی- خواہش ورغبت (دل کا کسی چیز کی طرف جھکاؤ)

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿٨١﴾ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿٨٢﴾

وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ - اور بیشک میں یقیناً بہت بخشنے والا ہوں

غَفَّارٌ : مبالغے کا صیغہ بہت بخشنے والا

لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ - اس کو جو توبہ کرے اور ایمان لائے

وَعَمِلَ صَالِحًا - اور نیک عمل کرے

ثُمَّ اهْتَدٰى - پھر سیدھے راستے پر چلے

اِهْتَدٰى يَهْتَدِىْ ، اِهْتِدَآءٌ ہدایت پانا، سیدھے راستہ پر چلنا (VIII)

وَمَآ اَعْجَلَكَ - اور کیا (چیز) تجھے جلدی لے آئی

اَعْجَلَ يُعْجِلُ ، اِعْجَالًا : جلدی ڈالنا، جلدی کرنا (IV)

اردو میں: عجلت، تعجیل، معجّل (مہر معجّل)

عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى - تیری قوم سے اے موسیٰ

قَالَ هُمْ اُولَآءِ - (موسیٰ نے) کہا، وہ لوگ یہ ہیں

اُولَآءِ : اسم اشارہ ہے جمع کے لیے اور قریب کے لیے

دُور کے لیے اس کے ساتھ کاف الخطاب لگادیتے ہیں: اُولٰٓئِكَ : وہ لوگ

عَلٰٓى اَثَرِيْ - میرے پیچھے (آرہے) ہیں

اَثَر : نشان، علامت، نقش قدم

وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ - اور میں نے جلدی کی تیری طرف (آنے کی)

وَ مَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَ عَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿۸۴﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَ اَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿۸۵﴾

رَبِّ لِتَرْضٰى - اے میرے رب تاکہ تو راضی ہو جائے

رَضِيَ يَرْضٰى، رِضًا و رِضْوَانًا : راضی ہونا

قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا - فرمایا، پس بیشک ہم نے یقیناً آزمائش میں ڈال دیا ہے

فَتَنَ يَفْتِنُ ، فَتْنًا و فُتُوْنًا آزمانا

اردو میں: فتنہ، فتن، مفتون

قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ - تیری قوم کو تیرے بعد

وَ اَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ - اور گمراہ کر دیا ہے انہیں سامری نے

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ لَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَ مَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾ وَ اِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى
﴿۸۲﴾ وَ مَاۤ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰۤى اَثَرِيْ وَ عَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿۸۴﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَ اَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿۸۵﴾

کھاؤ ہمارا دیا ہوا پاک رزق اور اسے کھا کر سر کشی نہ کرو، ورنہ تم پر میرا غضب ٹوٹ پڑے گا اور جس پر میرا غضب ٹوٹا وہ پھر گر کر ہی رہا، البتہ جو توبہ کر لے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے، پھر سیدھا چلتا رہے، اُس کے لیے میں بہت در گزر کرنے والا ہوں

اور کیا چیز تمہیں اپنی قوم سے پہلے لے آئی موسیٰؑ؟

اُس نے عرض کیا " وہ بس میرے پیچھے آ ہی رہے ہیں میں جلدی کر کے تیرے حضور آ گیا ہوں اے میرے رب، تاکہ تو مجھ سے خوش ہو جائے"فرمایا "اچھا، تو سنو، ہم نے تمہارے پیچھے تمہاری قوم کو آزمائش میں ڈال دیا اور سامری نے انہیں گمراہ کر ڈالا"

saying: "Partake of the good things that We have provided for you, but do not transgress lest My wrath fall upon you; for he upon whom My wrath falls is ruined. But I am indeed Most Forgiving to him who repents and believes and does righteous works and keeps to the Right Way."

"But, O Moses, what has made you come in haste from your people?" He said: "They are close behind me, and I hastened to You, Lord, that You may be pleased with me." Said He: "Verily We tested your people in your absence and the Samiri led them astray."

وَ مَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿۸۴﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿۸۵﴾

رب کی ملاقات کے شوق میں موسیٰ علیہ السلام کی عجلت

- بنی اسرائیل جب بحرِ احمر پار کر کے سینا پہنچے تو ایک بت پرست قوم کو دیکھ کر ایک محسوس خدا (بت) بنانے کی خواہش کرنے لگے، جس پر حضرت موسیٰؑ نے ان کی جہالت پر تنبیہ کی
- اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو کوہِ طور پر آنے کا وعدہ دیا کہ تم کوہ طور کی دائیں جانب جہاں ان کو نبوت دی گئی تھی پہنچ جاؤ تو ہم تمھیں ایک کتاب عطا کریں گے جو تمہاری زندگیوں کے لیے دستورِ حیات ہو گی
- ابتدا میں تیس راتوں کا اعتکاف مقرر تھا، لیکن حکمتِ الٰہی سے اس میں دس راتیں مزید بڑھادی گئیں، اس طرح کل چالیس دن کا قیام ہوا۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنی غیر حاضری میں حضرت ہارونؑ کو جانشین مقرر کیا اور انہیں ہدایت دی کہ قوم کی اصلاح کریں اور اشارہ دیا کہ قوم میں مفسدین کی ایک جماعت موجود ہے میری عدم موجودگی میں لوگوں کو ان مفسدین کے اثر سے بچائیں
- آپ نے اپنے ساتھ ستر سربرآوردہ لوگوں کو لیا اور کوہ طور پر حاضری کے لیے مستعد ہوئے لیکن آپ ان لوگوں کو اپنے بعد میں آنے کا کہہ کر آپ خود پہلے روانہ ہو گئے
- مقررہ مقام پر پہنچنے پر اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ موسیٰ تم نے اپنی قوم کو پیچھے چھوڑ کر تنہا آنے میں جلدی کیوں کی؟ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میرے ساتھی بھی پیچھے چلے آرہے ہیں اور وہ بھی پہنچنے ہی والے ہوں گے، میں فرط شوق میں اس لیے جلدی چلا آیا ہوں تاکہ تو مجھ سے راضی ہو جائے
- آپ کی یہ عجلت محض فرط شوق کا نتیجہ اور خدا کی رضا طلبی کے لیے تھی۔ اس پہلو سے یہ کوئی برائی نہیں بلکہ محبت الٰہی کا تقاضا تھی لیکن یہی عجلت ان کے لیے ایک شدید آزمائش اور ان کی قوم کے لیے ایک سخت فتنہ بن گئی

وَ مَآ اَعۡجَلَكَ عَنۡ قَوۡمِكَ يٰمُوۡسٰى ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمۡ اُولَاۤءِ عَلٰٓى اَثَرِىۡ وَعَجِلۡتُ اِلَيۡكَ رَبِّ لِتَرۡضٰى ﴿۸۴﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدۡ فَتَنَّا قَوۡمَكَ مِنۡۢ بَعۡدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِىُّ ﴿۸۵﴾

- **وقت سے پہلے آنے پر اللہ تعالیٰ کے سوال کے دو ممکنہ پہلو** ہیں، اس کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ آپؑ کے پیچھے جو کچھ آپ علیہ السلام کی قوم نے کیا اس سے آپ علیہ السلام کو آگاہ کرنا تھا، اس کا دوسرا پہلو (جس کا ذکر روح المعانی میں) یہ ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی قوم کی تربیت کے متعلق ایک خاص ہدایت دینا اور ان کی عجلت پر تنبیہ کرنا تھا کہ آپ کے منصب رسالت کا تقاضا یہ تھا کہ آپ (علیہ السلام) قوم کے ساتھ رہتے، ان کو اپنی نگاہوں میں رکھتے اور اپنی نگرانی میں ساتھ لاتے۔ آپ کی عجلت کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ سامری نے قوم کو گمراہ کر دیا ہے۔

- **انبیائے کرام سے سرزد ہونے والی لغزشوں کا مفہوم**: اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انبیائے کرام معصوم ہوتے ہیں، ان سے کبھی کوئی لغزش صادر نہیں ہوتی۔ (یعنی وہ لغزش جو اتباع ہوا کے نتیجے میں سرزد ہوتی ہے۔ وہ کبھی بھی ہوائے نفس سے مغلوب ہو کر راہ راست سے متجاوز نہیں ہوتے)، لیکن وہ کبھی کبھار وہ اللہ تعالیٰ کی محبت، اس کے دین کی سربلندی کی فکر اور اللہ کی رضا طلبی کی راہ میں حدِ مطلوب سے متجاوز ہو جاتے ہیں۔ یہ تجاوز ایسا ہے جسے محمود ہی کہنا چاہیے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کے نبی چونکہ میزان حق ہوتے ہیں اور ان کا ہر قول و فعل دوسروں کے لیے نمونہ ہوتا ہے اس لیے تبلیغ و دعوت، شوق خداوندی یا رضا طلبی کی راہ میں جب کبھی اللہ تعالیٰ کے نبی کا قدم حد مطلوب سے آگے بڑھنے لگتا ہے تو پروردگار اس پر تنبیہ فرماتا ہے۔ یہ تنبیہ بھی اسی نوعیت کی معلوم ہوتی ہے۔

- یہاں ان واقعات کا صرف وہ حصہ بیان کیا جا رہا ہے جو بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی سے متعلق ہے۔ اس کے بیان سے مقصود کفار مکہ کو یہ بتانا ہے کہ ایک قوم میں بت پرستی کا آغاز کس طرح ہوا کرتا ہے اور اللہ کے نبی اس فتنے کو اپنی قوم میں سر اٹھاتے دیکھ کر کیسے بے تاب ہو جایا کرتے ہیں۔

فَرَجَعَ مُوۡسٰۤى اِلٰى قَوۡمِهٖ غَضۡبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوۡمِ اَلَمۡ يَعِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ وَعۡدًا حَسَنًا ؕ اَفَطَالَ عَلَيۡكُمُ الۡعَهۡدُ اَمۡ اَرَدْتُّمۡ اَنۡ يَّحِلَّ عَلَيۡكُمۡ غَضَبٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ فَاَخۡلَفۡتُمۡ مَّوۡعِدِىۡ ﴿۸۶﴾ قَالُوۡا مَاۤ اَخۡلَفۡنَا مَوۡعِدَكَ بِمَلۡكِنَا

فَرَجَعَ مُوۡسٰۤى اِلٰى قَوۡمِهٖ - تو لوٹے موسیٰ اپنی قوم کی طرف

رَجَعَ : لوٹنا

غَضۡبَانَ اَسِفًا - بہت غصے میں افسوس کرتے ہوئے

غَضْبَانَ : سخت غصہ (مبالغے کا صیغہ)

اَسِفًا : دکھی، ناخوش

قَالَ يٰقَوۡمِ اَلَمۡ يَعِدۡكُمۡ - کہا اے میری قوم کیا نہیں وعدہ کیا تھا تم سے

وَعَدَ يَعِدُ ، وَعْدًا : وعدہ کرنا

رَبُّكُمۡ وَعۡدًا حَسَنًا - تمہارے رب نے اچھا وعدہ

اَفَطَالَ عَلَيۡكُمُ - تو کیا لمبی ہو گئی تم پر

طَالَ يَطُوْلُ ، طُوْلًا : لمبا ہونا، طویل ہونا

اردو میں: طُول، طوالت، طویل، طولانی، طویلہ

الۡعَهۡدُ - مدت (میرے جانے کی)

الْعَهْد : وعدہ، مدت، عہد، مقررہ وقت

اَمۡ اَرَدْتُّمۡ - یا تم نے چاہا

اَرَادَ يُرِيْدُ ، اِرَادَةٌ : چاہنا، ارادہ کرنا

اَنۡ يَّحِلَّ عَلَيۡكُمۡ - کہ اترے تم پر غضب

غَضَبٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ - غضب تمہارے رب کی طرف سے

فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ؕ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا

فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ۔ تو تم نے خلاف ورزی کی میرے وعدے کی

اَخْلَفَ يُخْلِفُ ، اِخْلَافٌ : خلاف ورزی کرنا (IV)

قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا - انہوں نے کہا ہم نے خلاف ورزی نہیں کی

م ل ك کے مادے میں تین معنی

(۱) مُلْك : سلطنت، مُلک، حکومت

(۲) مَلِك : بادشاہ

(۳) مِلْك : مِلکیت رکھنا (اختیار اور ملکیت)

مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا - تیرے وعدے کی اپنے اختیار سے

مَوْعِد : وعدہ

وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ ۔اور لیکن ہم پر لاد دیے گئے

حَمَّلَ يُحَمِّلُ ، تَحْمِيْلًا : لاد دینا، اٹھانا

اَوْزَارًا - کچھ بوجھ

اَوْزَار : وِزْرَةٌ کی جمع (وزن، بوجھ)

اردو میں: وزیر (بوجھ اٹھانے والا)، وزراء، اوزار

مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ - قوم کی زینت (زیورات) میں سے

زِيْنَةِ : زینت، زیورات

فَقَذَفْنٰهَا - تو ہم نے پھینک دیا انہیں (آگ میں)

قَذَفَ يَقْذِفُ ، قَذْفًا : پھینکنا، ڈالنا، مارنا، بہتان لگانا

اردو میں: قذف (عیب لگانا، بہتان لگانا)، حدِ قذف

فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ - تو اس طرح (کچھ) پھینکا سامری نے (بھی)

فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا - پھر اس نے نکالا ان کے لیے ایک بچھڑا

وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿۸۷﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰـهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۵ فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۵ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا
وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾

جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ - ایک ڈھانچا، اس کی گائے کی سی آواز تھی

جَسَد: جسم، بدن، جسد، دھڑ، مورت

خُوَارٌ: گائے / بچھڑے کی آواز

فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰـهُكُمْ - تو انھوں نے کہا یہ تمہارا معبود

وَاِلٰهُ مُوْسٰى - اور موسیٰ کا معبود ہے

فَنَسِيَ - پھر وہ (موسیٰ) بھول گیا

نَسِيَ يَنْسٰى، نِسْيَانٌ : بھولنا

اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا - تو کیا نہیں وہ دیکھتے (کہ) بلاشبہ نہیں

رَاٰى يَرٰى ، رُؤْيَةٌ : دیکھنا

يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا - وہ لوٹاتا ان کی طرف کوئی بات

وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ - اور نہیں وہ اختیار رکھتا ان کے لیے

ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا - کسی نقصان کا اور نہ کسی نفع کا۔

ضَرًّا : مصدر (نقصان)

اردو میں : ضرر، مضر، اضطرار، ضرور، ضرورت، ضروری

فَرَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ
رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِىْ ۝٨٦ قَالُوْا مَاۤ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَاۤ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِىُّ ۝٨٧ فَاَخْرَجَ
لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَاۤ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۚ فَنَسِىَ ۝٨٨ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۚ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۝٨٩

موسیٰؑ سخت غصّے اور رنج کی حالت میں اپنی قوم کی طرف پلٹا جا کر اُس نے کہا "اے میری قوم کے لوگو، کیا تمہارے رب نے تم سے اچھے وعدے نہیں کیے تھے؟ یا پھر طویل ہو گئی تھی تم پر مدّت یا تم اپنے رب کا غضب ہی اپنے اوپر لانا چاہتے تھے کہ تم نے مجھ سے وعدہ خلافی کی؟ انہوں نے جواب دیا "ہم نے آپ سے وعدہ خلافی کچھ اپنے اختیار سے نہیں کی، معاملہ یہ ہُوا کہ لوگوں کے زیورات کے بوجھ سے ہم لَد گئے تھے اور ہم نے بس اُن کو پھینک دیا تھا" پھر اس طرح سامری نے بھی کچھ ڈالا، اور ان کے لیے ایک بچھڑے کی مورت بنا کر نکال لایا جس میں سے بیل کی سی آواز نکلتی تھی لوگ پکار اٹھے "یہی ہے تمہارا خدا اور موسیٰؑ کا خدا، موسیٰؑ اسے بھول گیا"۔ کیا وہ نہ دیکھتے تھے کہ نہ وہ اُن کی بات کا جواب دیتا ہے اور نہ ان کے نفع و نقصان کا کچھ اختیار رکھتا ہے؟

محمد اقبال

فَرَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ؕ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ
اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِىْ ﴿٨٦﴾ قَالُوْا مَاۤ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَاۤ
اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِىُّ ۙ ﴿٨٧﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَاۤ اِلٰهُكُمْ وَ
اِلٰهُ مُوْسٰى ۚ فَنَسِىَ ؕ ﴿٨٨﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿٨٩﴾

Moses returned to his people full of wrath and grief, and said: "My people! Has your Lord not made good an excellent promise He made to you? And has a long time passed since those promises were fulfilled? Or was it to incur the wrath of your Lord that you broke your promise with me?"

They answered: "We did not break our promise with you out of our own volition; but we were laden with the load of people's ornaments, and we simply threw them down (into the fire), and the Samiri also threw down something, and brought out of there (from the molten gold) the effigy of a calf that lowed." The people cried out: "This is your deity and the deity of Moses, whom Moses has forgotten."

Did they not see that it did not return a word to them, and had no power either to hurt them or to cause them any benefit?

فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۭ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿٨٦﴾

موسیٰ (علیہ السلام) کی واپسی اور قوم پر ان کا عتاب

- موسیٰ (علیہ السلام) کو جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل کے گوسالہ پرستی میں مبتلا ہونے کی خبر ملی تو آپ علیہ السلام پر اس کا وہی اثر ہوا جو ہونا چاہیے تھا۔ آپ نے محسوس کیا کہ میری سالہا سال کی محنت خطرے میں ہے۔ میری جان جوکھوں کی کمائی ترازو کے پلڑے میں ہے آپ (علیہ السلام) نہایت افسردہ لیکن غصے سے بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف لوٹے

- آپ (علیہ السلام) نے نہایت برہمی سے اپنی قوم کے سربرآوردہ لوگوں سے فرمایا کہ اے میری قوم کے لوگو ! کیا تمہارے رب نے تم سے بہترین وعدہ نہیں کیا تھا؟ یعنی میں نے تمہیں اپنے اللہ کی طرف سے یہ نوید سنائی تھی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری رہنمائی کے لیے کتاب عطا فرمانے والا ہے۔ اسی کی روشنی میں تم اپنی زندگی کو بناؤ گے اور ہمیشہ کے لیے تمہارے اور تمہاری نسلوں کے لیے یہ کتاب مینارہ نور ہوگی لیکن تم بجائے اس وعدے کے مطابق کتاب کا انتظار کرنے کے ایک ایسی معصیت میں مبتلا ہوگئے جس کا تصور بھی کسی صاحب ایمان قوم سے نہیں کیا جاسکتا

- کیا تم نے یہ گمان کر لیا تھا کہ موسیٰ کو گئے ہوئے اتنا طویل عرصہ ہوگیا ہے کہ اب وہ لوٹ کے نہیں آئیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جو کتاب دینے کا وعدہ کیا تھا وہ کیسے پورا ہوسکے گا۔ مراد یہ ہے کہ اس وعدے پر کوئی طویل وقت نہیں گزرا تھا، میں تیس راتوں کا بتا کر گیا تھا اس پر صرف دس راتوں کا اضافہ ہوا کہ تم نے ایمان کو کفر سے بدل ڈالا یا تم اپنی بدنصیبی سے یہ فیصلہ کر چکے ہو کہ تم ایسے کرتوت کرو گے جن کی وجہ سے تم پر خدا کا غضب بھڑکے گا۔ اس وجہ سے تم نے مجھ سے کیے ہوئے وعدے کی پروانہ کی اور اس کی خلاف ورزی کر ڈالی حالانکہ میں جاتے ہوئے تم سے یہ وعدہ لے کر گیا تھا کہ ایمان پر قائم رہنا، میرے بھائی ہارون کی پیروی کرنا۔ لیکن تم نے ہر وعدے کو فراموش کر دیا۔

قَالُوۡا مَاۤ اَخۡلَفۡنَا مَوۡعِدَكَ بِمَلۡكِنَا وَلٰـكِنَّا حُمِّلۡنَاۤ اَوۡزَارًا مِّنۡ زِيۡنَةِ الۡقَوۡمِ فَقَذَفۡنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلۡقَى السَّامِرِىُّ ۙ‏ ﴿۸۷﴾ فَاَخۡرَجَ لَهُمۡ عِجۡلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوۡا هٰذَاۤ اِلٰهُكُمۡ وَاِلٰهُ مُوۡسٰى ۙ فَنَسِىَ ؕ‏ ﴿۸۸﴾ اَفَلَا يَرَوۡنَ اَلَّا يَرۡجِعُ اِلَيۡهِمۡ قَوۡلًا ۙ وَّلَا يَمۡلِكُ لَهُمۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا ﴿۸۹﴾

- قومِ موسیٰ کا عذر - موسیٰ علیہ السلام کی جواب طلبی پر بنی اسرائیل کے سر برآوردہ لوگوں نے جواب دیا کہ آپ ہم سے ناراض نہ ہوں ہم نے ہر گز آپ (علیہ السلام) سے کیے ہوئے وعدے کی خلاف ورزی اپنے اختیار سے نہیں کی۔ حالات ہی ایسے ہوگئے تھے کہ ہم اس میں بالکل بے اختیار تھے۔ قوم کے لوگوں نے سامری کے اکسانے پر ہم سے اپنے زیورات کا مطالبہ اس شدت سے کیا کہ ہم ہزار خواہش کے باوجود اس کا انکار نہ کر سکے
- قومِ موسی میں موجود ایک شخص سامری جو ایک فتنہ گر شخص تھا، مصر کی قدیم صنعت بت سازی کا تجربہ رکھتا تھا۔ اس نے ان زیورات کو پگھلایا اور ان سے بچھڑے جیسی ایک موت بناڈالی۔ یہ بچھڑا اندر سے خالی تھا۔ اور اس طرح ہنر مندی سے بنایا گیا تھا کہ جب اس کے اندر سے ہوا گزرتی تو بیل کی ڈکار کی سی آواز آتی
- سامری نے بنی اسرائیل کے جاہل عوام سے کہا کہ دیکھو تمہارا معبود تو یہ ہے جو یہاں موجود ہے۔ موسیٰ معبود کی تلاش میں معلوم نہیں کس پہاڑ پر چلے گئے۔ جو نہی انھوں نے اس بچھڑے کو آواز کرتے پایا۔ انھوں نے اس خدا کو بھلا دیا جس نے انھیں مصر، فرعون، وہاں کی غلامی وذلت سے نجات دی تھی۔ چنانچہ انھوں نے سونے کے اس بچھڑے کی پوجا شروع کردی
- ہر دور میں "سامری" جیسے لوگ عوام کو فریب دیتے ہیں۔ وہ کسی مادی / محسوس چیز کو حقیقت مطلق بنا کر پیش کرتے ہیں اور دلکش الفاظ سے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ عوام کی کمزوری یہ ہے کہ وہ حقیقت کی بجائے پر فریب چیزوں کے پیچھے بھاگتے ہیں، یہی کمزوری قدیم زمانے میں بھی تباہی کا سبب بنی اور آج بھی انسان کو misguide کر رہی ہے
- اللَهُمَّ أَرِنَا الأَشْيَاءَ كَمَا هِيَ - اے اللہ ہمیں چیزیں ایسے دکھا جیسے وہ (حقیقت میں) ہیں
- اللَّهُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ ، وَأَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَااجْتِنَابَهُ وَلَا تَجْعَلْهُ مُلْتَبِسًا عَلَيْنَا فَنُضِلَّ -اے اللہ ہمیں حق کو حق دکھا اور اس کا اتباع نصیب فرما اور باطل کو باطل دکھا اور اس سے بچا۔ ایسا نہ ہو کہ حق و باطل ہم پر خلط ملط ہو جائے اور ہم بہک جائیں

اضافی مواد

Reference Material

عجلت پسندی

عجلت کیا ہے؟

- عجلت (جلد بازی) سے مراد بے صبری یا جلدی میں کوئی کام یا فیصلہ کرنے کا عمل ہے، یہ عمل بالعموم سوچے سمجھے بغیر، انجام کے نتائج پر غور کیے بغیر اور وقت و حالات کو پرکھے بغیر فوراً کر دیا جاتا ہے۔ یہ تدبّر، برداشت اور تحمل کے برعکس عمل ہے
- اس میں کسی چیز کو اس کے وقت سے پہلے طلب کرنا بھی شامل ہے اور اور کسی کام کو وقت سے پہلے سرانجام دینا بھی
- انسانی فکر اور انسانی عمل دونوں کے لیے دو طریقے ہوتے ہیں- ایک ہے عجلت کا انداز (To proceed hurriedly)، اور دوسرا ہے بردباری کا انداز (To proceed unhurriedly)
- اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر حساسیت (sensitivity) کی صفت رکھی ہے جو کہ ایک قیمتی صفت ہے، اسکے بغیر انسان حیوان کی مانند ہو جائے گا (یعنی برائی کو برائی سمجھنے کا مزاج اس کے اندر سے ختم ہو جائے گا)— اس صفت کے مثبت اور منفی دونوں پہلو ہیں۔ عجلت کا مزاج اِسی حساسیت کا ایک منفی نتیجہ ہے۔آدمی کسی چیز سے متاثر ہوتا ہے اور فوری طور پر ایک رائے بنا لیتا ہے، یا فوری طور پر وہ کوئی اقدام کر دیتا ہے، فکر یا عمل میں اِس قسم کا عاجلانہ انداز اِسی حساسیت کا ایک غیر مطلوب اظہار ہے
- انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے عجلت پسندی کے مزاج کو عقل کے تابع بنائے۔ وہ ایسا کرے کہ بولنے اور کرنے سے پہلے سوچے۔ وہ سوچنے کے بعد کوئی بات کہے اور سوچنے کے بعد کوئی عمل کرے

عجلت پسندی

اسلام اور قرآن میں عجلت کی ناپسندیدگی

- اسلام انسان کو صبر، حکمت اور بردباری کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن و سنت میں عجلت کو شیطان کا عمل قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ اکثر نقصان، پشیمانی اور گمراہی کا باعث بنتی ہے۔
- اسلام انسان کے مجموعی مفاد کو ہمیشہ مقدم رکھتا ہے، خواہ وہ دنیاوی امور سے تعلق رکھتا ہو یا اخروی کامیابی سے۔ اسی لیے عجلت کو اسلام میں ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے، کیونکہ جلد بازی انسان کو سوچنے سمجھنے کا موقع نہیں دیتی اور وہ غلط فیصلوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ دنیا میں یہ عادت نقصان اور پچھتاوے کا باعث بنتی ہے اور اخروی اعمال کے خسارے کا بھی باعث بنتی ہے۔ اس کے برعکس صبر، تدبر اور بردباری انسان کو کامیابی اور سکون کی راہ دکھاتے ہیں۔
- چاہے یہ فرد کا (انفرادی) معاملہ ہو یا قوموں، ملتوں اور ملکوں کی قیادت کی اہلیت کا، دانش مندی، حِلم و بردباری اور تدبُّر از حد ضروری ہے، تدبُّر کے معنی ہیں کوئی بات کرنے سے پہلے، کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے اور کوئی قدم اٹھانے سے پہلے اُس کے عواقب اور اس پر مرتّب ہونے والے نتائج یعنی Subsequences پر غور کرنا۔
- جلد بازی انسان کی سرشت میں داخل ہے۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ جو خواہش اس کے دل میں پیدا ہوئی ہے وہ جلد از جلد وقوع پذیر ہو جائے۔ خواہ یہ خواہش اچھی ہو یا بری

عجلت پسندی

عجلت پسندی قرآن واحادیث میں :

- قرآن کریم نے انسان کی اس خصلت کی نہ صرف نشاندہی کی ہے بلکہ اس کے نتائج و نقصانات سے بھی آگاہ کیا ہے۔ " عجلت پسندی " کو قرآن ایک ناپسندیدہ صفت قرار دیتا ہے اور اس کے مقابل صبر، تدبر اور حکمت کو سراہا گیا ہے۔

⇦ خُلِقَ الْإِنسَٰنُ مِن عَجَلٍ ۚ سَأُوْرِيكُم ءايَٰتِى فَلَا تَستَعجِلونِ (۳۷) سورة الأنبياء - انسان جلد بازی سے پیدا کیا گیا ہے، میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا لہٰذا مجھ سے جلد بازی نہ کرو

یہ آیت انسان کی فطری نفسیاتی کمزوری کی جانب اشارہ کرتی ہے کہ وہ صبر اور انتظار سے گھبراتا ہے اور ہر چیز فوراً چاہتا ہے، خواہ وہ دنیاوی فائدہ ہو یا دینی رہنمائی۔ غور و فکر اور تدبُّر کے لیے بھی آمادہ نہیں ہوتا، اپنے قول و فعل اور فیصلوں کے نتائج پر غور نہیں کرتا

بے شک انسان بہت جلد باز ہے۔ وہ کاموں کے انجام کو نہیں جانتا۔ کبھی برائی کے لئے جلد بازی کرتا ہے اور نادانی سے اپنا ہی برا کر ڈالتا ہے۔ وہ اپنے سرکش نفس کو لگام نہیں دے پاتا اور اپنی خواہش نفس کے لئے جلد بازی کرتا ہے۔ لیکن مؤمن پرسکون و مطمئن رہتا ہے اور اپنے ربّ پر بھروسہ کرتا ہے۔ بلاشبہ بردباری اور طبیعت کا ٹھہراؤ شرفاء کی صفت ہے

⇦ وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا (11) سورة الاسراء ۔ انسان برائی کے لئے بھی ایسے ہی دعا کرتا ہے جیسے بھلائی کے لئے کرتا ہے دراصل انسان بڑا جلد باز واقع ہوا ہے

انسان اپنی اس عجلت پسندی کے باوجود خیر و بھلائی اور نفع اندوزی کے سلسلے میں جلد باز نہیں بلکہ اپنی پست ہمتی، بے صبری اور زود پسندی کی وجہ سے بعض اوقات اپنے لیے ناگہانی آفت یا اتفاقی موت تک کی دعائیں مانگنا شروع کر دیتا ہے

عجلت پسندی

⇦ وَمَا أَعْجَلَكَ عَن قَوْمِكَ يَا مُوسَىٰ ﴿٨٣﴾ قَالَ هُمْ أُولَاءِ عَلَىٰ أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ سورة طه - موسیٰ علیہ السلام کو جب کوہِ طور پر اللہ تعالیٰ نے طلب فرمایا تو آپ علیہ السلام وقت مقررہ سے پہلے پہنچ گئے، اللہ تعالیٰ کے پوچھنے پر آپؑ نے جواباً عرض کیا، اے میرے ربّ! میں تو تیری طرف جلدی کرکے اس لیے آیا ہوں کہ تو راضی ہو جائے یعنی تیری ملاقات کے شوق میں جلدی کرکے پہلے آگیا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کا جواب یہ تھا کہ (اے موسیٰ! تمہاری عجلت کا نتیجہ یہ نکل چکا ہے کہ) ہم نے تمہارے پیچھے تمہاری قوم کو فتنہ میں مبتلا کر دیا ہے اور سامری نے انہیں گمراہ کر دیا ہے"۔ معلوم ہوا کہ اگرچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عجلت اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور مخاطبۂ الٰہی سے شاد کام ہونے کے اشتیاق پر مبنی تھی، جو سراسر خیر اور ہر اعتبار سے قابلِ تعریف جذبہ ہے، لیکن عالمِ واقعہ میں اس عجلت کو بھی پسند نہیں فرمایا گیا

⇦ وَ لَا تَعۡجَلۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یُّقۡضٰۤی اِلَیۡکَ وَحۡیُہٗ سورة طه - اور (اے نبیؐ!) آپ جلدی نہ کریں قرآن کے حاصل کر لینے میں جب تک پورا نہ ہو چکے آپ کی طرف اس کا اترنا

یہ نبی اکرم ﷺ کا ذوق و شوق تھا قرآن کو حاصل کرنے کے لیے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کا یہ اشتیاق اپنی جگہ! لیکن ہم نے نزولِ قرآن کے لیے ایک ترتیب اور ایک تدریج مقرر کر رکھی ہے، ہماری حکمتِ بالغہ میں اس کا جو بھی وقت معین ہے، اس کا نزول اسی کے مطابق ہوگا۔ اس کے لیے آپ جلدی نہ کریں (قرآنِ کریم کے لیے آپ ﷺ کی اس تعجیل کا ذکر قرآن میں دوسرے مقامات پر بھی)

عجلت پسندی

عجلت پسندی احادیث میں :

- اکثر اوقات انسان غصے یا جذبات کی رو میں بہہ کر عجلت میں ایسا قدم اٹھالیتا ہے یا ایسا فیصلہ کر بیٹھتا ہے جو بعد میں پچھتاوے اور نقصان کا باعث بنتا ہے۔ جذبات کے اس لمحاتی غلبے میں وہ دور اندیشی اور حکمت کو پس پشت ڈال دیتا ہے، جس کا خمیازہ اسے دیر پا نتائج کی صورت میں بھگتنا پڑتا ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے عجلت پسندی کو شیطانی عمل قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «**التَّأَنِّي مِنَ اللهِ، وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ**» رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى - ٹھہراؤ اور تحمل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، جب کہ جلد بازی شیطان کا عمل ہے۔

- دوسری حدیث میں فرمایا: عَن ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لأَشَجِّ عبْدِ الْقَيْس: إِنَّ فيكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللَّهُ: **الحِلْم ، وَالأَنَاة** - رَوَاهُ مُسلم - ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اشج عبدالقیس سے فرمایا: "بے شک تم میں دو خصلتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے: بردباری اور وقار (ٹھہراؤ)"

- ایک اور حدیث میں فرمایا کہ اگر تم کسی کام کو کرنے کا ارادہ کرو تو اس کے انجام پر غور کرو، اگر وہ نیک ہے تو اسے انجام دو، اور اگر وہ برا ہے تو اس سے رک جاؤ (إذا أردتَّ أنْ تفعلَ أمرًا فتدبرْ عاقِبَتَهُ، فإِنْ كانَ خيرًا فأمضِهِ ، وإِنْ كانَ شرًّا فانْتَهِ)

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ يُسْتَجابُ لأَحَدِكُمْ ما لَمْ يَعْجَلْ، يقولُ: دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي، بندے کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک وہ جلدی نہ کرے، کہنے لگے کہ میں نے دعا کی تھی اور میری دعا قبول نہیں ہوئی۔ (رَواهُ البخاري و مسلم)

عجلت پسندی

- عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: السَّمتُ الحَسَنُ، والتُّؤَدةُ، والاقتِصادُ جُزءٌ من أربعةٍ وعِشرينَ جُزءًا من النُّبوَّةِ – سنن أبي داود اچھی سیرت، تحمل و عدمِ عجلت اور میانہ روی نبوت کا چوبیسواں حصہ ہے

عجلت پسندی - اقوال علماء و صالحین:

- اہل عرب کا مقولہ ہے العجلة أمَّ الندامات - جلد بازی شرمندگی کی ماں ہے۔ (حلیۃالأولیاء)
- ایک عربی محاورہ ہے فِي التَّأَنِّي السَّلَامَةُ ، وَفِي العَجَلَةِ النَّدَامَةُ - ٹھہر ٹھہر کر کام کرنے میں سلامتی اور جلد بازی میں ندامت ہے
- ایک اور قول ہے "أَنَاةٌ فِي عَوَاقِبِهَا دَرَكٌ، خَيْرٌ مِنْ عَجَلَةٍ فِي عَوَاقِبِهَا فَوْتٌ" ٹھہر ٹھہر کر اور آہستگی کے ساتھ کیا گیا کام جس کے انجام میں کامیابی ہو، اس کام سے بہتر ہے جو جلد بازی میں کیا جائے اور جس کا انجام ناکامی ہو (مہلب بن ابی صفرہ)
- امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں : إذا انْحَرَفْتَ عَنْ خُلُقِ الأَنَاةِ وَالرِّفْقِ انْحَرَفْتَ: إِمَّا إلى عَجَلَةٍ وَطَيْشٍ وَعُنْفٍ، وَإِمَّا إلى تَفْرِيطٍ وَإِضاعَةٍ، وَالرِّفْقُ وَالأَنَاةُ بَيْنَهُما – (مدارج السالکین) اگر آپ عدمِ عجلت اور نرمی کی صفت سے منحرف ہو جاتے ہیں تو آپ یا تو جلد بازی، طیش اور تشدد کی طرف مائل ہو جائیں گے یا پھر لاپرواہی اور ضیاع کی طرف۔ لہٰذا نرمی اور عدمِ عجلت ان دونوں کے مابین معتدل راستہ ہے
- امام غزالیؒ فرماتے ہیں، " اعمال کو بصیرت اور سمجھ بوجھ کے بعد انجام دینا چاہیے اور بصیرت کے لیے غور و فکر اور توقف ضروری ہے جبکہ جلد بازی اس عمل میں رکاوٹ بنتی ہے۔ جب انسان جلد بازی کرتا ہے تو شیطان اپنی برائی کو اس پر اس طرح مسلط کرتا ہے کہ وہ خود بھی نہیں سمجھ پاتا (الأَعْمالِ يُنْبَغي أَنْ تَكُونَ بَعْدَ التَّبْصِرَةِ وَالمعْرِفَةِ، وَالتَّبْصِرَةُ تَحْتاجُ إلى تَأَمُّلٍ وَتَمَهُّلٍ، وَالعَجَلَةُ تَمْنَعُ مِنْ ذلِكَ، وَعِنْدَ الاسْتِعْجالِ يُرَوِّجُ الشَّيْطانُ شَرَّهُ عَلَى الإِنْسانِ مِنْ حَيْثُ لا يَدْرِي. إحياء علوم الدين)

عجلت پسندی

عجلت پسندی کے باب میں ایک اہم اصطلاح – اَنَاۃ

- عجلت پسندی اور جلد بازی کے بیان میں تقریباً تمام احادیث میں " اَنَاۃ" کا لفظ آیا ہے (ان کے متضاد کے طور پر)
- اَنَاۃ کے معنی - کسی کام کی ابتداء کرنے میں جلد بازی نہ کرنا بلکہ کچھ وقت لینا تاکہ سوچنے سمجھنے کا موقع مل سکے، جلد بازی کے مقابلے میں ٹھہراؤ اور عدمِ عجلت پسندیدہ عمل ہے کیونکہ احادیث میں اس کی تعریف بیان کی گئی ہے۔ شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"اَنَاۃ" کا مطلب ہے معاملات میں احتیاط سے کام لینا اور جلد بازی سے گریز کرنا۔ انسان اکثر معاملات میں عجلت پسندی کے سبب نقصان اٹھاتا ہے، چاہے وہ خبروں کو فوراً آگے پہنچانا ہو، سنی ہوئی بات پر فیصلہ سنانا ہو یا کوئی اور معاملہ۔ کچھ لوگ مثلاً جیسے ہی کوئی بات سنتے ہیں، بغیر تحقیق کے اسے دوسروں تک پہنچا دیتے ہیں۔ اسی طرح کچھ لوگ بغیر تصدیق کیے سنی سنائی باتوں پر دوسروں کے بارے میں رائے قائم کر لیتے ہیں کہ انہوں نے غلطی کی یا گمراہ ہوئے۔ یہ رویہ درست نہیں۔ معاملات میں تحمل اور سکون اختیار کرنا ہر صورت میں بہتر ہے۔

عجلت پسندی کی کوئی قسم پسندیدہ بھی ہے؟

- چند مقامات پر بعض شرعی امور میں جلد بازی کو قابلِ تعریف اور مستحسن بھی سمجھا گیا ہے جیسے :
  - ⇦ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ (2/148) پس نیکی کے کاموں میں سبقت کرو
  - ⇦ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ (23/61) یہی لوگ ہیں جو نیک کاموں میں جلدی کرنے اور ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش کرتے ہیں
  - ⇦ وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ (3/133)۔ دوڑ کر چلو اُس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اُس جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے
  - ⇦ سَابِقُوٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ (57/21)۔ ایک دوسرے سے آگے نکلو اپنے ربّ کی مغفرت کی طرف
- یہاں " سَارِعُوْا" اور "سَابِقُوْا" (فعل امر کے صیغے) ،دونوں کے افعال تقریباً ہم معنی الفاظ ہیں. ان دونوں کا مفہوم میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش میں دوڑ لگانا. لیکن مسارعت و مسابقت اپنے اساسی مفہوم کے اعتبار سے عجلت پسندی سے قدرے مختلف شے ہے. واضح رہے کہ مسارعت اور مسابقت کا جذبہ بھی طبعِ انسانی میں ودیعت شدہ موجود ہے. چنانچہ ہر انسان دوسرے لوگوں سے آگے نکلنا اور بڑھنا چاہتا ہے. قرآن مجید مسارعت و مسابقت کے اس جذبہ کے رُخ کو خیر کی طرف موڑ دینا چاہتا ہے یعنی دُنیوی دولت و ثروت اور جاہ و حشمت کے حصول میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی سعی و کوشش کرنے کے بجائے تم بھلائیوں میں، نیکیوں میں، خیر میں، خدمت خلق میں، عبادات کی بجا آوری میں، کے احکام اور اس کے اوامر و نواہی کی تعمیل میں، دین کی دعوت و تبلیغ اور نشر و اشاعت کی سعی و جہد میں اور اقامت دین اور غلبہ دین کے لیے انفاقِ مال اور بذلِ نفس میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرو۔

عجلت پسندی کی کوئی قسم پسندیدہ بھی ہے؟

- چند ایک دیگر امور ہیں جن میں اول ادائیگی کو پسندیدہ شمار کیا گیا ہے جن میں

⇦ نماز کی پہلی صف میں شامل ہونے، تکبیرِ احرام پانے اور نماز کے پہلے وقت میں حاضر ہونے کے لیے جلدی کرنا مستحب ہے اور اس عمل کی تعریف کی گئی ہے (حدیث صحیح بخاری و مسلم)

حدیث میں وارد لفظ "تھجیر" کا مطلب ہے تمام نمازوں میں وقت سے پہلے پہنچنے کے لئے جلدی کرنا تاکہ نماز سے پہلے انتظار کرنے کا ثواب حاصل ہو (امام ابن بطالؒ)

⇦ نمازِ جمعہ کے لیے جلدی جانا قابلِ تعریف جلد بازی میں شامل ہے اور اس کے کئ فضائل ہیں جیسے صفِ اول میں شامل ہونا، ذکر میں مشغول ہونا اور نفلی نماز ادا کرنا۔ (حدیث صحیح مسلم)

⇦ نمازِ مغرب کو اولین وقت میں ادا کرنا اور اس میں جلدی کرنا تاخیر سے پڑھنے سے افضل ہے (حدیث صحیح مسلم)

⇦ حج فرض ہو جانے کے بعد حج کی ادائیگی میں جلدی کرنا مستحب ہے (تَعَجَّلُوا إلى الحَجِّ ، فإنَّ أحَدَكُمْ لا يَدرِي ما يَعرِضُ لَهُ - حج میں جلدی کرو، کیونکہ تمہیں نہیں پتہ کہ تمہیں کیا پیش آ سکتا ہے - صَحَّحَهُ في صحيح الجامع لألباني)

⇦ افطار میں جلدی کرنا بھی ایک قابلِ تعریف جلدی ہے بشرطیکہ سورج غروب ہونے کا یقین ہو اور اس میں بلا عذر تاخیر نہ کی جائے (لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ - حدیث صحیح بخاری)

⇦ صدقات کو جلد تقسیم کرنا اور انہیں مستحقین تک فوراً پہنچانا بھی ایک مستحب عمل ہے (حدیث صحیح بخاری)

سوشل میڈیا اور انسان کی عجلت پسندی

- جدید ٹیکنالوجی نے جہاں انسان کی زندگی کو سہل بنایا ہے، وہیں اس کی فطری رفتار کو بگاڑ کر اسے عجلت پسندی میں مبتلا کر دیا ہے۔ سوشل میڈیا کے عادی افراد ہر کام کا نتیجہ فوری دیکھنا چاہتے ہیں، اور جب نتائج توقع کے مطابق نہیں ملتے تو وہ اس کو ناکامی پر محمول کرتے ہیں اور دباؤ اور مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جلد بازی میں کیے گئے فیصلے اکثر نقصان کا باعث بنتے ہیں اور انسان کے پچھتاوے کا سبب بنتے ہیں

موبائل اور بالخصوص سوشل میڈیا ایپس (Apps) نے اس عادت کو مزید بڑھا دیا ہے۔ مختصر ویڈیوز اور تیز رفتار مواد نے لوگوں کو عادتاً بے صبر کر دیا ہے، یہاں تک کہ وہ چند منٹ کی علمی یا تعلیمی توجہ بھی برداشت نہیں کر پاتے۔ (بعض مطالعات (Studies) میں یہ دیکھا گیا ہے کہ سوشل میڈیا کے بڑھے ہوئے استعمال سے ذہنی دباؤ، افسردگی اور اضطراب کے امکانات بڑھ جاتے ہیں جو توجہ میں کمی کا باعث بنتے ہیں) Likes اور Comments کے حصول کی دوڑ نے انسان کی برداشت اور محنت کی عادت کو کمزور کر دیا ہے۔ اسی طرح سوشل میڈیا پر فوری خبریں اور وائرل معلومات دیکھ کر لوگ بغیر تحقیق کے رائے قائم کر لیتے ہیں، جو معاشرتی بدگمانی اور جھگڑوں کا باعث بنتی ہے۔ اور یہ تیز رفتار دنیا، نوجوان نسل کو حقیقی زندگی کے صبر آزما مراحل برداشت کرنے کے قابل بنانے میں ایک حد تک منفی کردار ادا کر رہی ہے ۔

- اس ضمن میں یہ بات مستحضر رہنی چاہیے کہ اسلام میں عجلت کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے اور اسے شیطانی عمل کہا گیا ہے، جبکہ بردباری اور اطمینان کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام انسان کو جلد بازی کے بجائے صبر، تحمل اور سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنے کی تعلیم دیتا ہے تاکہ دنیاوی اور دینی دونوں میدانوں میں کامیابی حاصل ہو۔

اس اہم قرآنی اصول کی حکمت اور فوائد - خلاصہ

- عجلت پسندی قرآن وسنت کی روشنی میں ایک مذموم خصلت ہے جس سے بارہا منع کیا گیا ہے۔ قرآن ہمیں بار بار تدبر، بصیرت اور عاقبت اندیشی کی طرف متوجہ کرتا ہے، ٹھہراؤاور برداشت میں سلامتی ہے اور عجلت میں پچھتاوا
- سلف صالحین نے بھی اسے شیطان کے ہتھکنڈوں میں شمار کیا ہے کیونکہ جلد بازی انسان کو صحیح سوچنے، انجام پر غور کرنے اور درست فیصلہ کرنے سے روک دیتی ہے۔ اس لیے اگر انسان اپنی زندگی کے فیصلوں میں قرآن کے اس اصول کو اپنائے کہ ہر کام تدبر، سوچ بچار اور نتائج پر غور وخوض کرکے انجام دے، تو وہ غلطیوں اور پچھتاوے سے محفوظ رہ سکتا ہے اور زندگی میں زیادہ حکیمانہ انداز اختیار کر سکتا ہے۔
- عجلت سے بچ کر بردباری اور تحمل کو اپنانا صرف فیصلوں میں نہیں بلکہ شخصیت کی تعمیر میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ وقار، متانت اور سنجیدگی اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب آدمی جلد بازی سے پرہیز کرے اور ٹھہراؤ کو اپنی عادت بنائے۔ یہ اوصاف نہ صرف انسان کے کردار کو جاذبِ نظر بناتے ہیں بلکہ دوسروں کے سامنے اس کی شخصیت کو بھی باوقار اور معتبر بنا دیتے ہیں۔ یوں اسلام کا یہ اصول محض ایک اخلاقی ہدایت نہیں بلکہ عملی زندگی کے فیصلوں اور شخصیت کی تعمیر دونوں کے لیے رہنما حیثیت رکھتا ہے